اقبال کی شاعری میں عورت کا مقام

کمال جعفری

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے ہر شعبۂ زندگی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کی شاعری انسانی معاشرہ کے لیے چراغِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو انھوں نے حیات کے مختلف مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے، لیکن بحیثیت مجموعی ان کی شاعری کا موضوع انسان ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کا پیغام مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے۔ اُردو کے دیگر شعراء کرام نے عورتوں سے متعلق جو اندازِ فکر اختیار کیا ہے اس کے برعکس اقبال کی فکر دو رس بالکل مختلف ہے۔ دراصل اقبال نے قرآنِ پاک میں مذکور تعلیمِ نسواں کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ عورت ایک پاکیزہ صنف ہے۔ اگر بے پردگی اور بیجا آزادی عورتوں میں راہ پا جائے تو انسانی معاشرہ تباہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے فرنگی معاشرت پر کھل کر تنقید کی ہے۔ اور عورتوں کی بے بسی کا ذمہ دار مردوں کو ٹھہرایا ہے؟

قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پروین
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں

اقبال نے جب یورپ کا سفر کیا تو فرنگی معاشرے کا چشم دید مشاہدہ کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اہل مغرب نے عورتوں کے معاملے میں جو آزادانہ روش اختیار کی ہے اس کے اثرات انسانی معاشرہ کے لئے کتنے تباہ کن ہو سکتے ہیں۔ اقبال نے ہندوستان اور یورپ کی خواتین کا براہ راست موازنہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستانی خواتین کو یورپ کی خواتین پر فوقیت حاصل ہے۔

میں نے اے اقبال یورپ میں اسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستان کے ماہ وسیماؤں میں تھی

مذکورہ شعر میں جو بات ہے کے اندر بے پناہ معنی اور وسعت پنہاں ہے۔ راقم الحروف کے خیال میں اقبال نے اس ایک لفظ بات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہندوستانی خواتین شرم و حیا اور پاکیزگی نفس کے اعتبار سے یورپ کی خواتین کے برعکس کچھ اور ہی خصوصیت رکھتی ہیں۔

دراصل اقبال ہندوستانی معاشرہ میں عورتوں کی ترقی اور فلاح کے خواہاں تھے۔ اقبال سے قبل ہماری قومی شاعری پیغام نسواں سے یکسر خالی تھی۔ ان کو اس بات کا بےحد افسوس ہے کہ ہندوستانی خواتین خواہ نئی ہو یا پرانی دونوں ہی قسم کی تعلیم سے ناآشنا ہیں اور پردہ سے بھی بیگانہ۔ اس سلسلے میں وہ قوم کی غفلت پر نہایت رنج کے ساتھ فرماتے ہیں۔

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

واقعہ یہ ہے کہ اگر فکر اقبال کے مطابق عورتوں کو ہمارے سماج میں جائز

مقام عطا کیا جائے تو مغرب کی کورانہ تقلید سے ہماری عورتیں نجات حاصل کرکے مردوں کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا کر سکتی ہیں، جس کے فیضان سے ہمارا معاشرہ تہذیب و تمدن کا اعلیٰ نمونہ بن سکتا ہے۔ آج ہمارے معاشرے کا حال کیا ہے؟ ہمارے شاعر، فلسفی، افسانہ نویس اور صورت گر کے اعصاب پر عورت سوار ہے، اقبال معاشرے کی اس بے حسی کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

تاریخ ادب اردو کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ صدیوں سے ہمارے بیشمار شعراء محض گل و بلبل کی شاعری پر اپنا قیمتی سرمایۂ فکر ضائع کرتے چلے آرہے ہیں۔ ایسے شعراء کی اکثریت رہی ہے جنہوں نے محض لب و رخسار، کاکل و مژگان اور حسن کی بے جا تعریف میں اپنی عمر گنوا دی، حقیقت یہ ہے کہ آج تک اس برائی سے اردو کا دامن پاک نہ ہو سکا۔ اقبال ہمارے پہلے شاعر تھے جنہوں نے صحیح معنی میں عورت کے رتبے کو پہچانا اور اس کی حیثیت متعین کرکے آنے والی نسلوں کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کر دیا ہے

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے تعلیم نسواں پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور ایسی تعلیم

علم کے ذریعہ نسوانیت کا خاتمہ ہو جائے، کبھی حمایت نہیں کی۔ اس سلسلے میں ان کا نقطۂ نظر بہت واضح ہے ــــ

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

اقبال کے مندرجہ بالا اشعار کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے کی تصویر صاف نظر آتی ہے۔ آج ہماری درسگاہوں کا حال کیا ہے؟ کو ایجوکیشن کے نام پر تعلیم کا جو حال ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے جہاں تک فکرِ اقبال کا سوال ہے انہوں نے عورتوں کے مقام کا تعین اس خوش اسلوبی سے کیا ہے کہ ان سے پہلے غالباً کسی شاعر نے ایسا اندازِ فکر اختیار نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر عورتوں کو مردوں کے برابر آزادی مل جائے تو انسانی معاشرہ تباہ ہو جائے، اگر قدرت کو ایسا کرنا منظور ہوتا تو عورت کو ایک الگ صنف کی حیثیت نہ دی جاتی۔ ہاں عورتوں کے جو جائز حقوق ہیں انہیں بلا شبہ ملنا چاہئے۔ عورت بچوں کی پرورش کے علاوہ امورِ خانہ داری کی قبول کرتی ہے وہ ہمارے گھروں کو پُر رونق بناتی ہے اور زندگی کے عملی میدان میں مردوں کا شانہ بشانہ ساتھ دیتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ میدانِ جنگ میں بھی عورتوں نے مردوں کا ساتھ دیا ہے اس سلسلے میں بطور مثال اقبال کی ایک نظم "فاطمہ بنتِ عبداللہ" کا ایک بند پیش کر رہا ہوں جس میں اقبال نے عرب کی ایک غیور خاتون فاطمہ کو دل کی گہرائیوں سے منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ جانباز اور جواں سال فاطمہ نے طرابلس کی جنگ سنہ ۱۹۱۲ء میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی میدانِ جنگ میں شہادت کا جام نوش

کہا تھا ؎

فاطمہ تو آبروئے ملت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں ابھی آہو بہت پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

اقبال نے مغرب نواز جدید تعلیم اور بے پردگی کی ہمیشہ مخالفت کی۔ اقبال مشرقی علوم و فنون کے قائل ہیں۔ وہ مشرقی علوم کو مغربی علوم پر ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا تعلیم نسواں سے متعلق اکبر الہ آبادی کے رنگ میں اپنے موقف کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ؎

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ